یادِ رفتگان

مولانا محمد ابراہیم فانی

جہاد افغانستان کے عظیم رہنما حرکت انقلاب اسلامی کے امیر محترم حضرت مولانا محمد نبی محمدی صاحبؒ چند یادیں۔ چند نقوش

مرگِ صاحبدل جہانے را دلیل کلفت است
شمع چوں خاموش گردد داغِ محفل می شود

۲۲ اپریل ۲۰۰۲ کو جہاد افغانستان کے معروف رہنما اور عہد آفرین شخصیت زبدۃ الافاضل قدوۃ العلماء فخر الاماثل حضرت مولانا محمد نبی محمدی صاحب امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی ۔آپ کے سانحہ ارتحال سے اگرچہ ایک عہد زرین کا خاتمہ ہوا مگر افغانستان میں اسلامی نظام کے نفاذ ملک کی تعمیر و ترقی اور استعماری قوتوں کی دست برد اور ریشہ دوانیوں سے استخلاص وطن کیلئے آپ کے کارہائے نمایاں سنہرے حروف سے لکھے جائیں گے اور یہ آپ کیلئے بہت ہی اعزاز کی بات ہے کہ افغانستان کے ۹۰ فیصد علماء و مشائخ اور دیندار طبقے کا آپ کی قیادت پر اعتماد تھا اور آپ کی جماعت حرکتِ انقلاب اسلامی افغانستان کے جھنڈے تلے مصروفِ کار اور روسی استعمار کے خلاف برسرپیکار رہے۔ آپکی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سے آپ کے ساتھ دو ایک ملاقاتوں کی یادیں پردہ ذہن پر نمودار ہوئیں اور آپ کا وجیہہ و شکیل سراپا محبت و اخلاص سے بھرپور شخصیت تواضع و انکساری و عالی ظرفی کا اعلیٰ نمونہ اور حیا و صدق و صفا کا پیکر آنکھوں کے سامنے متشکل ہوا۔ یقیناً آپ ایک گوہر ناسفتہ اور درّ نایاب تھے۔ لیکن زمانہ اور اہل زمانہ نے ان کی شخصیت کی جامعیت کا ادراک نہیں کیا تھا۔ اب اگر ان کی وفات پر آنسو بہائے تو کیا فائدہ بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ

آہ جب گلشن کی جمعیت پریشاں ہو چکی
پھول کو بادِ بہاری کا پیام آیا تو کیا

وہ بیک وقت محقق و مدقق، عالم دین، مقامات تصوف و سلوک سے آشنا، صوفی باصفا اور عظیم جہادی کمانڈر تھے ان کی عہد ساز شخصیت کا ہر پہلو ایسا جاندار ہے کہ وہ مستقل مقالے کا متقاضی ہے انشاء اللہ اگر موقع ملا اور مواد میسر آ گیا

تو آپکی شخصیت پر ایک کتاب مرتب کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ ایسی ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوا کرتیں۔ بقول شاعر

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے ذروں سے انسان نکلتے ہیں (۱)

آپ کے دو فرزندانِ گرامی مولوی محمد نقیب محمدی و مولوی محمد نعیم محمدی شہید دارالعلوم حقانیہ میں پڑھتے تھے اور راقم کے ساتھ بھی ان کے اسباق تھے۔ بوقت ملاقات کبھی کبھی راقم مولوی محمد نعیم شہید سے حضرت امیر محترم کے بارے میں ان کی صحت اور سرگرمیوں کے بارے میں پوچھتا اور ان کو سلام عرض کرنے کی تلقین کرتا۔ ایک دفعہ انہوں نے بندہ کو حضرت امیر محترم کا خط دیا۔ ان میں بہت سی دعائیں تھیں اس مکتوب مرغوب پر دل کا خوش ہونا ایک طبعی اور فطری امر تھا۔ پھر بندہ نے ان کو اپنی پشتو تالیف دروس الکافیہ بھیج دیا۔ اس پر بھی انہوں نے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اس کے جواب میں بندہ نے آپ کی شخصیت اور علمی مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک فارسی نظم لکھی اور ان کی خدمت میں تاثرات کے عنوان سے وہ نظم ارسال کی۔

اے زعیم ملک و ملت دریکتا شاہوار — پیکر علم و بسالت نابغائے روزگار
عالم بااعتبار وعابد شب زندہ دار — خوش خصال وخوش مقال وزاہد و پرہیزگار
یک مجاہد سرفروش و حاملِ دین متین — از جبینش مرحبا شانِ شہامت آشکار
باکمال و با جمال و باجلال و بانوال — باضمیر و باوفا و باحمیت باوقار
کوہ استقلال و ہمت شہسوار حریت — ملت افغانیاں راباعث صدافتخار
ماہر علم شریعت بحر مواج کرم — وارثِ علم نبوت حق شناس و حق شعار
نیّر رشد و ھدی خورشید زہد و اتقاء — جسم تسلیم و رضا و آیہ پروردگار
شیرِ دیں باطل شکن آں قدوۂ ارباب عزم — ضیغمِ اسلام و فانیؔ بہر باطل ذوالفقار

اس نظم میں راقم نے ان کی شخصیت کے متعلق اپنے جذبات واحساسات کی ایک ناقص ترجمانی کی ہے کیونکہ آپ اپنے علمی تفوق اور روحانی مرتبہ کے لحاظ سے ایسے مقام پر فائز تھے جس تک ہمارا مرغِ تخیل پرواز نہیں کر سکتا۔ اور

---

(۱) تقریباً دو سال قبل بندہ نے آپ کو ایک سوالنامہ بھیجا تھا جس میں آپ کے خاندان ولادت ونسب ابتدائی تعلیم اعلیٰ تعلیم فراغت ابتدائی اساتذہ، احادیث کی کتابوں کے مشائخ درس وتدریس بیعت وسلوک سیاسی خدمات اور دیگر کارہائے نمایاں کے متعلق استفسارات کئے گئے تھے۔ یہ سوالنامہ تقریباً ۲۲ سوالات پر مشتمل تھا۔ آپ کے فرزند مولوی محمد نقیب محمدی نے بندہ کو کہا کہ حضرت قبلہ گاہ محترم اس پر کام کر رہے ہیں اب اگر وہ مواد بندہ کو میسر آیا تو انشاء اللہ کتاب کی ترتیب میں آسانی ہوگی۔ (فانیؔ)

پر فکر اس تک رسائی سے عاجز ہے اور نہ وہ ہمارے فکر نارسا کی مدح آرائی کا محتاج ہے کیونکہ

زعشقِ ناتمامِ ماجمالِ یار مستغنی ست
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

بقول سعدی شیرازیؒ

وصف ترا گر کند ور نکند اہل فضل
حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

اس نظم کے جواب میں آں محترم نے راقم کو اپنے مکتوب مرسلہ ۲ نومبر ۱۹۹۸ء کو اسی بحر اور وزن میں اشعار ارسال فرمائے گو کہ اس کا ذکر کرنا یہاں پر موجبِ خودنمائی ہوگا لیکن صرف اسی خیال سے اس کا ذکر موزوں معلوم ہو رہا ہے تا کہ آپ کی شخصیت کا یہ ذوقی وجدانی اور شعری پہلو بھی سامنے آ جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کن کن اوصاف سے نوازا تھا اور موصوف کن خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ نے میری نظم کے ہر شعر کے برابر شعر لکھا اور اس میں ''صنعت توافق'' کا ایک بے مثال و بے نظیر نمونہ پیش کیا ہے جس سے اہل ذوق انشاء اللہ پورا حظ وافر اٹھائیں گے اور ان کی تسکین ذوقِ شعری کے لئے سامان مہیا ہوگا۔

اے عظیم علم و فضل و جوہر یکتائے عصر — صاحبِ عزوشرف ہم حاوی حلم وقار
عالم بااعتماد وعابد بااعتبار — خوش مقال وخوش نوال و جاہد و آموزگار
باصفا و باوفاء و باعفاف و باعطاء — باصداقت با رعایت باشعار و بادثار
یک معلم جان فدا و خادمِ شرع مبیں — ازضمیرش می تراود علم چوں از چشمہ سار
گوئی استدلال و حجت کوئی برہان ودلیل — راست در چوگانِ جرات مرد میدان فکار
ظاہر طرز شریعت باہر جود و سخا — حارس نہج نبوت حامئی دین آشکار
آفتاب علم و عرفان کوکب شعر و ادب — مشتہر درفیض چوں خورشید در نصف نہار
نجمِ ثاقب جانشین صاحب حق مقتدا — مید رخشد درزروبی فانیؒ والا بتار
محمدیؒ از صدق واز اخلاص گوید مدح او — زانکہ او لائق بود زیں گونہ اظہار وشعار

یہ نظم وصول کر کے راقم شرم سے پانی پانی ہوگیا کہ حضرت الامیر ایک ذرہ ناچیز کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں ایک ادنیٰ ترین طفل مکتب کی اتنی مدح سرائی جن اوصاف کا حضرت مرحوم نے اس نظم میں ذکر کیا ہے راقم کی اس کے ساتھ سرے سے نسبت ہی نہیں بنتی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہرحال راقم نے بطور شکریہ ان کو ایک خط لکھا اور ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی کی کہ آں محترم نے جن جذبات کا اظہار اپنے اشعار میں راقم کے بارے میں کیا

ہے بندہ بالکل اس کا اہل نہیں۔ آپ جیسی برگزیدہ ہستیوں خاصانِ خدا اور مستانِ میخانہ الست سے دعاؤں کی اپیل ہے کہ اللہ ہمیں ان اوصاف سے نوازے اور مردان کار بنائے اور خط کے ساتھ یہ اشعار نذر کئے۔

چوں بدستم آمدہ گلدستہ فصل بہار　　دور شد از خاطر ویران من گرد و غبار
شاد شد روح درواں برموجہ بادِ نسیم　　غنچہ دل واشدہ برایں صبائے مشکبار
کیف آور وجدافزاء چوں شراب صالحین　　مرحبا ایں جذب و مستی آفریں جوش خمار
واہ وا این نشئہ ذوق بلاغتِ الاماں　　میشوند رقصاں بروایں مہوشان گلعذار
ذرہ بے مایہ شد چشمک زن خورشید و ماہ　　اللہ اللہ ایں کرم برفانی ناکردہ کار

اس کے جواب میں زبانی آں محترمؒ کا سلام ان کے فرزند مولوی محمد نقیب محمدی نے پہنچایا۔ اور کہا کہ حضرت قبلہ گاہ محترم نے فرمایا ہے کہ اپنے استاد فانی صاحب کو اپنے ساتھ یہاں لے آئیں۔ اور انہوں نے کسی فارسی غزل کا تقاضا بھی فرمایا ہے چنانچہ راقم نے ان کی خدمت عالیہ میں فارسی کی یہ دو غزلیں ارسال کیں۔

گردش دوران ماراتیشہ فرہاد داد　　تحفہ آہ وبکا و توشہ فریاد داد
براسیر انِ قفس بے مہرئی قسمت ببیں　　گر رہائی داد بس در کوچہ صیاد داد
من چہ خواہم نعمتے دیگر کہ مارا شاہدے　　قدرت حق العجب بررنگ آں دلشاد داد
گرچہ من برباد کیسہ ام بسیم و زر و لے　　قلب من از در عشق یار رب آباد داد
شہرت حسن است مرہون فغانِ عاشقاں　　شکر کن اے جاں کہ اللہ عشق رابنیاد داد
خلق عالم نالہ ریزند از غم دنیا مگر　　زیں پریشانی مرا مولا دلم آزاد داد
اے کہ می پرسی ز فانی حال ایں ذوق سخن　　ایں ہنر مارا خدا بے پیر و بے استاد داد

یہ دوسری غزل درحقیقت عیدگاہ ماغریباں کوئے تو پر بطور تضمین لکھی گئی ہے۔

رشک جنت جان جاناں کوئے تو　　جلوہ گاہ حسن خوباں کوئے تو
آبروئے نازنینانِ وطن　　آرزوئے دلفگاراں کوئے تو
من چہ خواہم از بہار و فصل گل　　عنبرین و گل بداماں کوئے تو
بیدلاں راملجا و ماوائے شوق　　عاشقاں را ماہ کنعاں کوئے تو
نازش شہر نگاراں مرحبا　　طلعت صبح درخشاں کوئے تو
سائلے تو فانی بیچارہ ام　　مرجع ما بینوا ایاں کوئے تو

اس کے بعد بندہ نے آپ کے فرزند کو ''داغہائے فراق'' (جس میں برصغیر ہندو پاک کے چند نامور علماء و

صلحاء کے سانحہ ارتحال پر اردو عربی اور فارسی مرثیے ہیں) کا مسودہ دے دیا۔ تاکہ حضرت امیر محترم اس پر اپنی وقیع تقریظ تحریر فرمائیں۔ اور دعائیہ کلمات سے نوازیں۔ چنانچہ آں جناب نے بندہ کی اس ناچیز گزارش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اپنی کمزوری ضعف بیماری اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود منظوم تقریظ سے نوازا اور اس کا ساتھ ایک خلوص و محبت سے مملو مکتوب سے بھی بہرہ ور فرمایا۔ مکتوب اور منظوم تقریظ ملاحظہ ہو۔

کتاب مولف عزیز القدر ذوالفضائل والفواضل حضرت مولانا فانی صاحب زیدہ مجدہٗ را کہ بہ داغہائے فراق موسوم است مطالعہ نمودم، چوں مشتمل بر ذکر خیر مشائخ وعلماء کرام ورثہ بر حق حضرت سید الانام بود و در عین حب آں آلی معانی در قوالب رنگین شعری الفاظ ومبانی متحقق پذیرفتہ بود، خیلی دلنشین و مایہ تاثر و دلپذیر گردید حقا کہ وان من البیان لسحراً وان من الشعر لحکمہ درباره آں صادق و بالائی ان مطابق است ومسلماً کہ وسیلہ نزول رحمت ذات پاک ارحم الراحمین گردیدہ کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ موجب رضائے ذات کبریائی خواہد بود۔

حسب فرمودہ آں محترم سطر چند در قالب شعر بطور تقریظ تحریر و بہ خدمت محترمی تقدیم گردید بہ امید قبول وہو المامول۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دعاگو

(مولوی) محمد نبی محمدی عفی عنہ　　۱۰ فروری ۱۹۹۹ء

چہ خوش ترتیب وطرز قیل وقال است

خداوندے کہ موصوف الجمال است　　زبہر انتقام ہم ذوالجلال است
ثناؤ حمد بے حد و نہایت　　نثارِ درگہش کاں لایزال است
و بعد می ستائم آں کسے را　　کہ بالحق مظہر حسن و جمال است
جمال حسن و ہم حسن عمل را　　بسانِ مرکز و صاحب کمال است
جمیل الخلق اجمال المحاسن　　حسین الخلق احسان الفعال است
سلیس الطبع ذوق سالم الشعر　　سلیم العقل افصح المقال است
غواص بحرعلم و حلم وتقویٰ　　برائے تشنگاں شعرش زلال است
خصوصا شعر ہائش در مراثی　　بہ طیران طبائع پروبال است
زخود فانی بہ حق باقی ملقب　　زالقابش نشان حسن فال است

چوں او فانی ست اندر علم واہلش — لذا داغِ فراقش حسب حال است
بہ آہ و نالہ و افسوس وحسرت — بہ شور و ولولہ مثل بلال است
لذا تالیف کردہ ایں رسالہ — کہ از حسن عقیدت مالمال است
درآں تفصیل وذکر اہل علم است — چہ خوش ترتیب وطرز قیل وقال است
نوابغ راچناں تشریح کردہ — کہ از شرحش زبانِ وصف لال است
ازیں تذکارِ خیر وشرح حالات — حیات جاودان و بے زوال است
برائے نسلہا خوش یادگار است — برائے فصلہا بدرو ہلال است
جزاہ اللہ فی الدارین خیراً — حماہ اللہ زہر آنچہ وبال است
خداوندا بہ روئی ذات پاکت — نگہدار (محمدی) زانچہ ضلال است
بہ پشت حضرت سردار کونینؐ — وسیلہ ہم چنیں اصحاب و آل است
کہ رحمت کن بہ اہل دین اسلام — کہ ایں ملت ضعیف و درملال است
شکوہ و مجدِ اسلافش نماندہ — زبون وزار و اواندر زوال است
الٰہی عظمتش را باز گرداں — بہ روئی آنکہ لولاکش جمال است

اسی دوران آں محترم کے ساتھ ملاقات کا پروگرام طے ہوا چنانچہ اس زرین موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بندہ نے اپنا فارسی مجموعہ کلام ان کی خدمت عالیہ میں پیش کیا اوران کو درخواست کی کہ حسب سابق ذرہ نوازی فرماتے ہوئے اس پر چند کلمات بطور تبرک وتقریظ تحریر فرمادیں چنانچہ انہوں نے بکمال مہربانی وشفقت وہ مسودہ لے لیا اور کچھ دیر تک اس کی ورق گردانی میں مصروف رہے بندہ نے ان کو عرض کیا کہ جناب عالی کی شفقتوں نے ہمیں ''گستاخی'' پر آمادہ کیا ہے ورنہ یہ عمر یہ ضعف وبیماری اور گوناگوں وبوقلموں مصروفیات یہ اجازت نہیں دیتیں کہ آپ کو اس پر تقریظ کی زحمت دی جائے مگر

کرم مہایت مرا گستاخ کردہ
وگرنہ کے مجال گفتگو بود

اس پر آپؒ نے تبسم فرمایا اور بندہ کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔

بعدازاں گردش دوراں کی نیرنگیاں دیکھئے کہ آپ کے فرزند مولوی محمد نعیم محمدی جو کہ دارالعلوم حقانیہ میں درجہ خامسہ کے ہونہار اور ذی استعداد طالب علم تھے اور صورتاً وسیرتاً اپنے عظیم والد بزرگوار وقبلہ گاہِ محترم کے عکسِ جمیل تھے۔ ناگہانی طور پر ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ اس مفاجاتی عظیم حادثہ نے حضرت امیر محترم کے دل پر گہرے نقوش

چھوڑے۔ بیماری میں آپ عرصہ سے مبتلا تو تھے ہی اسی طرح اپنے وطن مالوف افغانستان کے بارے میں بھی روز وشب فکر مند رہتے مگر اس واقعہ فاجعہ نے آپ کو مکمل طور پر نڈھال کر دیا کیونکہ آپ کو اپنے اس صاحبزادے سے بہت سی توقعات اور امیدیں وابستہ تھیں کہ انشاء اللہ یہ صاحبزادہ آپ کا علمی جانشین بنے گا۔ لیکن　　ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

عین عالم شباب میں آپ کی موت نے آرزؤوں کے اس تاج محل کو زمین بوس کر دیا ''محمدی خاندان'' کیلئے یہ حادثہ جیسا بہت ہی جانکاہ تھا ہمارے لئے بھی یہ ایک بڑا خسارہ تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی خلیق، ملنسار، کم گو، خوش اخلاق و خوش اطوار نوجوان تھے۔ ان کی جدائی سب کیلئے یکساں طور پر سوہان روح اور مصیبت عظمیٰ تھی اگر مولوی محمد نعیم محمدی شہید حضرت الامیر کے خاندان کیلئے ماہ شب چاردھم کی مثال تھے۔ جیسا کہ مرزا غالب نے عارف کے مرثیہ میں کہا ہے

تم ماہ شبِ چار دھم تھے مرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور

تو ہم بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ

اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا میروی

بہر حال بندہ نے آپ کے اس ناگہانی سانحہ ارتحال پر فارسی میں یہ مرثیہ لکھا۔

حشر شد برپا کہ از دنیا نگارے رفت رفت　　طالب علمے جوانے گلعذارے رفت رفت
عندلیبان و ہزاروں اند مصروف فغاں　　یک گل تازہ خدا زیں لالہ زارے رفت رفت
چوں کہ آمد ایں خبر وحشت اثر دو گوشِ من　　از الم آں طاقتِ صبر و قرارے رفت رفت
یعنی آں لختِ دل حضرت امیر محترم　　نور چشمانِ جناب شہر یارے رفت رفت
عازمِ خلدِ بریں شد سوئے جنات ''نعیم''　　بیں بشانِ بے نیازی شہسوارے رفت رفت
پیکر اخلاق و تصویرِ شرافت حسرتا　　از جہاں آں نازشِ فصل بہارے رفت رفت
نالہ ریزند دو ستانش اف بخوناب جگر　　آسماں لرزید و گفتار ذی وقارے رفت رفت
ہر کسے در وصفِ اور طب اللساں گوید ہمیں　　بود یک مہرے کہ در نصف نہارے رفت رفت
من ندارم قوت و یارائے تعزیت بہ تو　　اے امیر محتشم کاں نامدارے رفت رفت
گریہ ساماں است گردوں ہائے یاران خویش　　اف کہ در عین شباب الفت شعارے رفت رفت
من کہ فانی مستمندم ایں قدر گویم وبس　　وجہ نورانی سعادت آشکارے رفت رفت

بقیہ ص ۳۷

اور اس کے ساتھ دوسرا مرثیہ جو کہ قطعہ سالِ وفات کے عنوان سے معنون ہے لکھا۔

آہ بر ہجران او پیر وجواں شق گریباں کرد وہم دامن درید
در تحیر بود فکر و ذھن من موتِ آں صاحبدلے خونم چشید
زانکہ پر سیدم زسال رحل او ہاتف غیبی فرستاد ایں نوید
عازم خلد بریں چوں مولوی شد محمد آں نعیم جاں شہید
۱۱۸ + ۶۳۴ + ۶۳ + ۹۲ ۹۲+۳۰۴ ۱۷۰ ۳۱۹
گردش دوران و دورِ چرخ بیں تیرغم اف بردل فانی کشید

چنانچہ جب راقم تعزیت کے لئے ان کے در دولت پر حاضر ہوا تو غم وکرب اور درد والم کے آثار آپ کی جبیں پر عیاں تھے ۔تعزیت وفاتحہ کے بعد جب بندہ نے آپ کی خدمت میں یہ دونوں مرثیے پیش کئے تو آب دیدہ ہو گئے ان دونوں مرثیوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا کہ واقعی آپ نے حیرت انگیز اور درد انگیز حزینے لکھے ہیں۔ اس موقعہ پر آپ کے فرزند مولوی محمد نقیب محمدی نے کہا کہ اگر اسی طرح ایک مرثیہ پشتو زبان میں ہو جائے تو ہمارے لئے مزید باعث تشفی واطمینان قلب ہوگا۔ چنانچہ راقم نے ان کی خواہش وفرمائش کی تکمیل کی اور پشتو میں ایک مرثیہ ان کی نذر کیا۔ کافی دیر تک امیر محترم اپنے مرحوم صاحبزادے کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے انہوں نے راقم کو فرمائش کی کہ یہ مرثیے آپ خود پڑھ لیں تو راقم نے تعمیل حکم کرتے ہوئے یہ حزینہ اشعار سنائے جس پر آپ دیر تک ضبط وصبر کے باوجود اشک ریز رہے اور پھر دوران گفتگو فارسی شاعری پر معلومات افزاء باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ معذرت کے ساتھ آپ سے استفسار کرتا ہوں کہ آپ کی مادری زبان پشتو ہے اور پاکستان کی قومی زبان اردو۔ تو اگر آپ پشتو رزبان میں شاعری کریں تو یہ آپ کی مادری زبان ہے اور اگر اردو زبان میں مشقِ سخن جاری رکھیں تو یہ بھی اتنی تعجب انگیز بات نہیں لیکن آپ اس کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی میں بھی شاعری کرتے ہیں تو یہ میرے لئے باعث حیرت ہے بندہ نے عرض کیا کہ فارسی میری ذوقی زبان ہے علاوہ ازیں میرے قبلہ گاہ محترم صدر المدرسین متکلم عصر علامہ عبدالحلیم صاحب قدس سرہ فارسی اور عربی کے بہترین شاعر تھے۔ اور انتہائی شستہ وشگفتہ شعری مذاق کے مالک تھے اگر چہ اس کا اظہار انہوں نے بہت ہی کم کیا ہے اور میرے محترم ماموں مولانا عبدالوحید قاسمی مرحوم فاضل دیوبند بھی اردو پشتو عربی اور فارسی کے پرگوشاعر تھے اس طرح یہ فن گویا مجھے ورثہ میں ملا ہے۔

مرا مزاج لڑکپن سے ''شاعرانہ'' ہے

دوران ملاقات افغانستان کی سیاسی صورت حال اور اپنی ابتدائے جہاد کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائے۔ حضرت الامیر کے ساتھ یہ ایک یادگار ملاقات تھی جس کی یاد مدتوں دل میں باقی رہے گی اسی ملاقات کے دوران بھی

آپ شدید طور پر جسمانی بیماری کے باعث انتہائی درد محسوس کر رہے تھے لیکن ہم ''عقیدت کیشوں'' کے پاس خاطر کے واسطے آپ نے ہمیں کافی وقت سے نوازا۔ جزاہ اللہ خیراً۔

بعد ازاں ان کی بیمار پرسی اور تیمارداری کے لئے کئی دفعہ جانے کا ارادہ کیا لیکن اس دوران آپ علاج کے لئے بیرون ملک لے جائے گئے اور پھر ہسپتال میں بھی زیر علاج رہے۔ تیمارداروں کو ان کے ساتھ ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ ملاقات اور تیمارداری کی سعادت سے محروم رہا۔ بیماری ہی کے دوران ایک دن آپ کے فرزند برادر محترم الحاج مولوی محمد شریف صاحب محمدی بندہ کے ہاں تشریف لائے اور حضرت امیر محترم کی طرف سے تحفۂ سلام اور عید الاضحیٰ کی مبارکباد پیش کی اور اسکے ساتھ ملفوف بھی دیا کہ یہ حضرت امیر نے دیا ہے راقم نے عرض کیا کہ ملاقات کی کوئی صورت اگر بسہولت میسر ہو تو بندہ ان کی زیارت اور ملاقات کا خواہش مند ہے انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انتہائی تکلیف میں ہیں اور معالجین کی طرف سے بھی ملاقات پر پابندی ہے اس لئے آپ ان کیلئے صرف دعائے صحت کرتے رہیں۔ رنجیدہ دل میں زیارت و ملاقات کی آرزو کروٹیں لیتی رہی تا آنکہ وقتِ موعود آ پہنچا۔ جس سے کسی ذی روح کو بھی مفر نہیں اور وہ عظیم تاریخی اور عہد آفرین شخصیت ہم خستہ حال خدام کو پریشانی اور غم واندوہ کے بیکراں سمندر میں غوطہ زن چھوڑ کر راہی ملک بقاء ہوئے اور آن قدح بشکست وآں ساقی نماند کے مصداق آپ سے ملاقاتوں اور آپ کے زرین اشادات سے مستفیض ہونے کا جو سلسلہ شروع ہو چکا تھا وہ چشم زدن میں ٹوٹ گیا

حیف درچشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیرندیم و بہار آخر شد

بمزارخواہی آمد اگر مرقد پر حاضری کا موقع ملا تو ضرور عرض کریں گے کہ

اے برق وش چہ داری نسبت بہ گور تیرہ
اے شعلہ رو بخاکِ تربت چرا نشتی

یہ چند یادیں اور یادگار نقوش تھے جو کہ حضرت مرحومؒ کے بارے میں بے ساختہ نوک قلم آ گئے۔

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

اللہ کریم ان کو آخرت کی لازوال نعمتوں سے نوازیں اور عالم اسلام و نظام اسلام کے نفاذ کے لئے آپ کی کوششوں اور جہد مسلسل کو شرف قبولیت بخشے۔

ع　　ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد